بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجودش رحمۃ للعالمین است ۔ شہود او شفیع المذنبین است

سیرۃ
حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

حصہ اوّل

مؤلفہ

حضرت مولانا سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجودش رحمۃ للعالمین است ؂ سجودِ او شفیع المذنبین است

سیرۃ شفیع المذنبین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حصہ اول

مؤلفہ

مولانا سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاری

صدر انجمن تبلیغ الاسلام جموں وکشمیر و مہتمم اعلیٰ حنفیہ عربی کالج نورباغ سرینگر

مقام اشاعت عیدگاہ سرینگر ۔ ہدیہ بیس روپے

- نام کتاب .... سیرۃ شفیع المذنبینؐ (حصہ اوّل)
- نام مصنف .... مولانا سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاری
- سال اشاعت ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ء
- سائز و تعداد صفحات .... $\frac{۲۲ \times ۱۸}{۸}$ ۶۰ (علاوہ ٹائٹل)
- ھدیہ .... ۲۰ روپیہ (Rs 20/=)
- خوشنویس .... عبد الحمید جاوید، عیدگاہ سرینگر

زیرِ اہتمام

سید ظفر احمد بخاری و سید فرید الرحمٰن بخاری

شائع کردہ

مکتبہ حنفیہ - عیدگاہ - سرینگر کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک شجرۂ نسب

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲/ بن عبداللہ
۳/ بن عبدالمطلب
۴/ بن ہاشم
۵/ بن مناف
۶/ بن قصیٰ
۷/ بن کلاب
۸/ بن مُرّۃ
۹/ بن کعب
۱۰/ بن لوئیٰ
۱۱/ بن غالب
۱۲/ بن فہر
۱۳/ بن مالک
۱۴/۱۵ بن النضر بن کنانہ
۱۶/ بن خزیمہ
۱۷/ بن مدرکہ
۱۸/ بن الیاس
۱۹/ بن مُضر
۲۰/ بن نزار
۲۱/ بن معد
۲۲/ بن عدنان
اسمٰعیل ؑ
ابراھیم ؑ
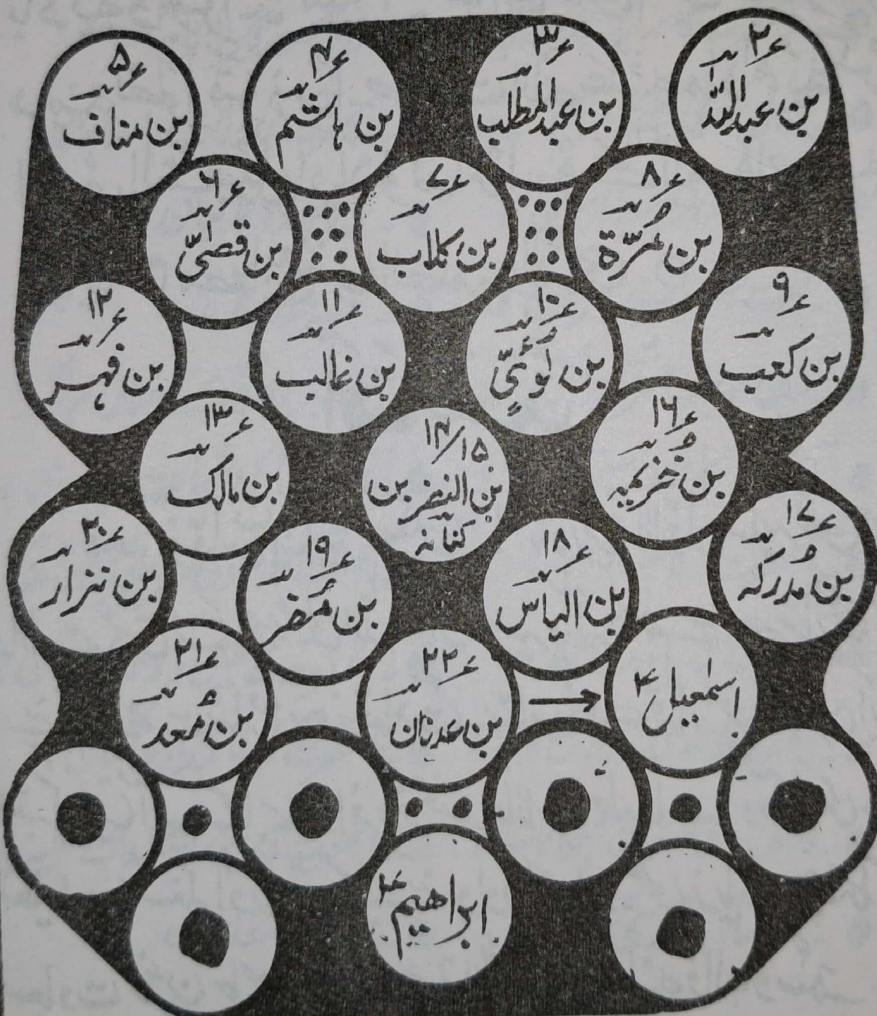
یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پدری مقدس نسب نامہ تا سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔ اسی طرح حضور ؐ کا مادری نسب نامہ بھی نہایت مقدس اور بے عیب اور پاک و صاف ہے۔

الحمد للہ الذی کرمنا بارسال النبی المصطفےٰ محمدًا عبدہ ورسولہ بشیرًا ونذیرًا ، وداعیًا الی اللہ باذنہ وسراجًا منیرًا ۔ فواھًا لمن اٰمن بہ ولنصر دینہ نصرًا مؤزرًا ۔ صلوٰت اللہ علیہ مادام یذکر اسمہ بالتبجیل لیلًا ونھارًا ، وعلیٰ الہ واصحابہ الذین ھم مصابیح فی الظلمۃ والدجیٰ ٥

امّا بعد

معزز قارئین باتمکین ! ماہ ربیع الاوّل سایہ فگن ہونے والا ہے۔ عشقِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار اہلِ اسلام اپنے نبی رحمت شافعِ روزِ قیامت بے تاب و بے قرار ہیں کہ ان ایام متبرکہ میں آپ کے ایمان افروز مختصر حالاتِ طیبات اور آپؐ کی مقدس تعلیمات سُنکر اور پڑھکر اپنے دِلوں کو اور بھی زیادہ چمکا کر سعادت کونین حاصل کریں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اس سلسلے میں راقم السطور نے سالہاسال پہلے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس کا نام "سیرۃ شفیع المذنبینؐ" ہے۔ دوستوں نے مناسب جانا کہ اس وقت اُسی مختصر کتاب کو حذف و بریدہ

اور تجدید و ترمیم کر کے ھدیۂ اہلِ اسلام کیا جائے۔ ممکن ہے کہ یہ مختصر کتاب بارگاہِ رسالتؐ میں قبول ہو کر مصنف اور قارئین کرام کے لئے باعث نجات بن جائے آمین! ثمّ آمین۔

یہ کتاب پانچ حصوں پر مشتمل ہو گی انشاءاللہ تعالیٰ اور اس کتاب کو حصۂ اوّل سمجھنا چاہیئے، اور اس کے مختصر مضامین یہ ہیں :۔

- ۔ آنحضرتؐ کا مبارک شجرۂ نسب ،
- ۔ سلام بحضور خیر الانامؐ ،
- ۔ تخلیق محمدیؐ کیلئے ابراہیمؑ کی دعا ،
- ۔ آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت ،
- ۔ عظمت محفل ذکر سید المرسلینؐ ،
- ۔ نور محمدیؐ کا بیان ،
- ۔ نعت بحضور سید المرسلینؐ ،
- ۔ حلیہ مقدسؐ ،
- ۔ بیان معجزات حضرت سید الکونینؐ ،
- ۔ حضور رحمتؐ کے اخلاق مبارکہ ،
- ۔ آنحضرتؐ کا جود و سخا ،
- ۔ آنحضرتؐ کی شجاعت و بہادری ،
- ۔ آنحضرتؐ کا حیا ،
- ۔ آنحضرتؐ کا مخلوق خدا پر شفقت و عنایت ،
- ۔ آنحضرتؐ کی پابندیٔ عہد ،
- ۔ آنحضرتؐ کے تمکین و وقار کا بیان ،
- ۔ آنحضرتؐ کی نرمی اور تواضع کا بیان ،
- ۔ آنحضرتؐ کی امانتداری کا بیان ،
- ۔ آنحضرتؐ کی خشیت الٰہی کا بیان ،
- ۔ آنحضرتؐ کے چند ارشادات عالیہ ،
- ۔ وصالِ نبویؐ
- ۔ آپؐ کی شفاعت
- ۔ درود و سلام کے فوائد

ماہ ربیع الاوّل ۱۴۲۰ھ

والسلام

خاکسار

بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام بحضور خیر الانام صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سُبحانی
سلام اے فخرِ موجُودات فخرِ نوعِ انسانی

سلام اے ظلِّ رحمانی سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

سلام اے سرِّ وحدت اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی

ترے آنے سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حال قسمت ہوگیا پھر فضلِ ربّانی

سلام اے صاحبِ خلقِ عظیم انساں کو سکھلائے
یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشغالِ رُوحانی

(دوسرے صفحہ پر)

تیری صورت، تیری سیرت، ترا نقشہ، تیرا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

❊❊❊❊
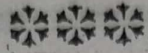
اگرچہ فقر فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فرِّ کسرائی و خاقانی

❊❊❊❊

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

❊❊❊❊

زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
تیرے پرتو سے ملے ہر اک ذرّے کو تابانی

❊❊❊❊

حفیظِؔ بے نوا بھی ہے گدائے دامنِ دولت
عقیدت کی جبین تیری مروت سے ہے نورانی

❊❊❊❊

ترا در ہو مرا سر ہو، مرا دل ہو ترا گھر ہو
تمنّا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

❊❊❊❊

سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

❊❊❊❊❊❊

(حفیظ جالندھری)

تخلیقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ابراہیم علیہ السلام کی دُعا

۱۔ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ شریف کی تعمیر مکمل فرمائی، تو یہ دُعا فرمائی :-

رَبَّنَا وَابْعَث فِیهِم رَسُولاً مِنهُم : "اے ہمارے پروردگار (اہلِ مکہ) میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما۔"

سُدّیؒ نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں اپنے مشائخ کی سند کے ساتھ اُس رسول کا مصداق بیان کرتے ہوئے فرمایا : کہ "اُس سے حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔

۲۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے : کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کہ " میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے منصبِ جلیل پر فائز تھا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اپنی خاکی اور ارضی خمیر میں پڑے ہوئے تھے۔ اور فرمایا : " میں خود تمہیں اپنے آغاز و ابتداء کی خبر دیتا ہوں، کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا ہوں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت اور اپنی والدۂ ماجدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت سے قبل دیکھا۔ اور ایسے انبیاء کرامؑ کی مائیں اپنی پاکیزگی کے انوار دیکھتی ہیں۔"

۳۔ اسی روایت کو لیثؒ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا، کہ انہوں نے خواب کی تعبیر اور اس کے مصداق کی وضاحت میں فرمایا

کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا تو ایک عظیم نور دیکھا جس سے شہر شام کے محلات چمک اٹھے۔

سَلِّمُوا یَا قَوْم عَلَی الصَّدرِ الامِین
مُصطفیٰ مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلعَالَمِین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت

بعض عجائبات کا ظہور

۱۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں: کہ "میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھی، تو اس وقت یہ دیکھا کہ تمام گھر نور سے بھر گیا اور دیکھا کہ آسمان کے تارے مجھ پر آگریں گے۔"

۲۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادتِ باسعادتِ حضرتِ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شہرِ شام کے محلات روشن ہو گئے۔

۳۔ ایک روایت یہ بھی کہ حضورِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولادتِ باسعادت کے وقت شہر بصریٰ کے محلات بھی روشن ہو گئے

نکتہ: ستاروں کے زمین کی طرف جھکنے میں اس طرف اشارہ

تھا کہ اب عنقریب زمین سے کفر و شرک کی ظلمت اور تاریکی دور ہو گی
اور انوار و ہدایت سے تمام زمین روشن ہو گی رنگ و نسل، ذات پات
جور و استبداد اور ہر قسم کی تنگ نظری اور جہالت ختم ہو گی کیونکہ وہ ذات
بابرکات تشریف فرما ہوئی ہے جس کی صفتِ خاص ہے: کہ

وجودش رحمۃً للعٰلمین است
سجودِ او شفیع المذنبین است
(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی قرآنِ کریم میں اس نورِ مبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَهْدِىْ
بِهِ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ
الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ...الخ۔

"تحقیق تمہارے پاس اللہ کی جانب سے ایک نورِ ہدیٰ اور ایک
روشن کتاب آئی ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو ہدایت
فرماتا ہے جو رضائے حق کے طالب ہوں اور وہ اپنی توفیق سے ان کو
ان ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے۔"

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ التوبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ
مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○

"لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں، تمہاری تکلیف اُن کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں، (اور) مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں، پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (یعنی آپ کے ارشادات نہ مانیں)۔ تو کہدیجیئے کہ خدا مجھے کفایت کرتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔"

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جس شب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اس شب میں ایک یہودی مکہ آرہا تھا اس نے کہا: "اے گروہ مکہ! تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟" انہوں نے کہا: "ہمکو معلوم نہیں" وہ کہنے لگا: کہ دیکھو آج کی رات اِس اُمت کا "نبی" پیدا ہوا ہے، اسکے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے جسکا لقب مہر نبوت ہے۔ چنانچہ قریش نے اس کے پاس سے جاکر تحقیق کی۔

عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک صاحبزادہ پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی آپ کے والدہ کے پاس آیا ہے، انہوں نے آپ کو ان بزرگوں کے سامنے کردیا جب یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہوکر گر پڑا۔ اور کہنے لگا: "نبی اسرائیل سے نبوت رخصت" اے گروہ قریش! واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے اسکی خبر شائع ہوگی۔" روایت کیا اس کو یعقوب بن سفیان نے، اسناد اس کی حسن ہے۔ (مواہب وغیرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "فیوض الحرمین" میں فرماتے ہیں کہ بارہویں ربیع الاوّل کو اس مجلسِ پاک میں داخل ہوا۔ جو کہ مکّہ معظمہ میں خاص مکانِ ولادت شریف میں منعقد تھی، اور اس میں حضرت سیدُ المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولادتِ باسعادت کا ذکرِ خیر تھا۔ یکایک کچھ انوار وہاں بلند ہوئے، میں نے جو بہ نظر تامل دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ان ملائکہ کے جو ایسی متبرک محفلوں اور مجلسوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔

پس اے مسلمانو! تم کو چاہیئے کہ اس قسم کی پاک مجلسوں میں بصد ادب و احترام بیٹھا کرو، اور خوب ذوق و شوق سے احوالِ خیر اشتمال سُنا کرو، اور بے ادبی، بدعتوں اور نامناسب کلام سے ایسی مجلسوں میں دُور رہا کرو ـــــــ حاضرین پر واجب ہے کہ ان پاک محفلوں اور مجلسوں میں درودِ شریف بر ذاتِ مقدسِ سیدُ المرسلین حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثرت رکھیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جو شخص (مسلمان) میرے نام پاک (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو سن کر درود نہ پڑھے، وہ بخیل ہے۔"

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْھِمْ

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیان

- حدیث شریف میں آیا ہے کہ "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔" یعنی سب مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے نور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو پیدا کیا"۔
- دوسری حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ" یعنی خدائے واحد و یکتا نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا"۔
- تیسری حدیثِ مبارک میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ"۔ یعنی اللہ رب العزت نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا۔

علماءِ کرام نے ان احادیثِ مبارکہ میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اس دنیا میں مختلف عالَم ہیں، ان میں سے عالَمِ امر، عالَمِ اجسام، عالَمِ ارواح خصوصی درجہ رکھتے ہیں۔ مطلب یہ کہ عالَمِ اجسام میں سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ عالَمِ امر میں سب سے پہلے عقل کو۔۔۔ اور عالَمِ ارواح میں سب سے پہلے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا فرمایا، اور یہ کہ نورِ محمدی ہی کو تمام مخلوقات کی اصل قرار دیا۔ یعنی سب سے پہلے مبدائے فیاض ربّ العالمین نے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہی پیدا فرمایا اور باقی مخلوقات کو آپ ہی کے مقدس نور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے معمور کیا۔

روایت ہے کہ وہ نور (نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عالمِ وجود میں آکر ستّر ہزار برس تک تسبیح میں مصروف رہا، اور پھر اُس سے ملائکہ، عرش و کرسی، لوح و قلم، آسمان و زمین، جنّ و انس۔ غرض جملہ عالم کا ظہور ہوا۔ ازاں بعد حضرت آدم علیہ السّلام کی مقدس پیشانی کو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نورانی فرمایا۔ اس نورِ مقدس ؐ کی تعظیم منظور تھی جب ربُّ العرش نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سجدے کا حکم دیا۔ اور یہی گراں بہا امانت تھی جس کے تحمل سے پہاڑ اور زمین عاجز آگئے، اور انسان کے حوصلۂ بلند نے بسر و چشم تسلیم کر کے اٹھا لیا۔

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

بہر کیف یہ نورِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہورِ پشتہائے پاک سے ارحامِ طیبہ میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عرب کی عزت افزائی منظور ہوئی اور یہ ودیعت بدیع حضرت اسمٰعیل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے بنی اسمٰعیل کو اور بنی اسمٰعیل سے قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے عبدالمطلب کو نصیب ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد صاحب عبداللہ، عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

یہ تو اہلِ علم کو معلوم ہے کہ چاہِ زمزم حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی ایڑیوں سے کھُد گیا۔ ایک مدّت تک وہ کنواں (چاہِ زمزم) بدستور رہا، پھر اُس کا نشان تک باقی نہ رہا۔ عبدالمطلب نے اس کنوئیں کی جگہ خواب میں دیکھی اور ارادہ کیا کہ اس کو پھر سے کھدوائیں، قریش سدِّ راہ ہوئے اور لڑائی کی نوبت پہنچی۔

بمصداق "چاہ کن را چاہ درپیش۔" قریش اس معرکہ میں مغلوب ہوئے اور عبدالمطلب غالب۔ عبدالمطلب کا اس وقت ایک ہی بیٹا تھا انھوں نے نذر کی، کہ اگر پروردگار مجھکو دس بیٹے عطا فرمائے اور چاہ زمزم بھی بن جائے تو میں اپنا ایک بیٹا قربان کروں گا۔ خدا تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عبدالمطلب کا مطلب پورا کیا کہ دس بیٹے بھی ہوئے اور چاہ زمزم بھی درست ہوگیا۔ اب انھوں نے ارادہ کیا کہ نذر پوری کریں، قرعہ جو ڈالا تو عبداللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب، عبداللہ کو ذبح کرنے چلے چونکہ اُن کے چہرے میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درخشانی تھی اس لئے سب کو اُن کا ذبح ہونا ناپسند تھا۔ آخر ایک سو اونٹ اُن (عبداللہ) کے سر پر سے قربان کر کے قربان کردیئے۔

عبداللہ کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی جو وہب ابن عبدالمناف کی بیٹی تھیں۔ جس سال نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلبِ پدر سے منتقل ہوکر بطنِ مادر میں آیا، قریش صدمۂ قحط سے سینہ ریش تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدومِ میمنت لزوم کی برکت سے بارش خوب برسی اور ساری سرزمینِ عرب سرسبز شاداب اور سیراب ہوگئی۔

صلِّ علیٰ محمدٌ عاشق او خدای او
صلِّ علیٰ محمدٌ جان و دلم فدای او

صلِّ علیٰ محمدؐ آنکه خدا بیافرید
صلِّ علیٰ محمدؐ ارض و سما برائے او

صلِّ علیٰ محمدؐ آنکه برفعت آمده
صلِّ علیٰ محمدؐ عرش بزیر پای او

صلِّ علیٰ محمدؐ آنکه ہمہ پیمبراں
صلِّ علیٰ محمدؐ آمده در لوای او

صلِّ علیٰ محمدؐ آنکه بجنتم خُدا
صلِّ علیٰ محمدؐ بردارِ ز ولای او

صلِّ علیٰ محمدؐ آنکه نیاید از کس
صلِّ علیٰ محمدؐ در خورِ او ثنای او

صلِّ علیٰ محمدؐ آنکه دلِ حزین من
صلِّ علیٰ محمدؐ دمبدم است جای او

صلِّ علیٰ محمدؐ جستہ جہاں رضای حق
صلِّ علیٰ محمدؐ جستہ خدا رضای او

صلِّ علیٰ محمد گشتہ رہا دل از بلا
صلِّ علیٰ محمد تا شدہ مبتلائے او

صلِّ علیٰ محمد آنکہ فصیح آمدہ
صلِّ علیٰ محمد بر درِ او فدائے او

حتیٰ کہ اس برس کا نام "قریش نے" سنۃ الفتح والابتہاج " رکھا" یعنی "فتح اور خوشی کا سال" آپؐ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ رضؓ کو خواب میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی بشارت ہوئی اور بشارت دینے والے نے آپؐ کے واسطے نام مقدس محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجویز کیا۔ بارھویں ربیع الاوّل کو پیر (سوموار) کے دن بر صبح صادق کے وقت حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عالم کو اپنے وجود باجود سے رشک افلاک بنا دیا ؎

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت ∴ بڑھا جانب بو قبیس ابرِ رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت ∴ چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا ∴ دعائے خلیل اور نوید مسیحا

خالق اکبر اللہ تبارک و تعالیٰ نے غافلوں اور بے خبروں کو ہوشیار اور خبردار کرنے کے لئے رحمتِ عالم حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تولد کے وقت بہت سے امورِ عجیبہ ظاہر فرمائے :

۱۔ اُمّ عثمان بن العاص سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تولد ہوئے تو ستارے جھک کر زمین سے ایسے قریب ہو گئے

تھے گماں ہوتا تھا کہ ابھی گر پڑیں گے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ سید العالم، رسولِ کائنات حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کلِ انوار کے مرکز ہیں، اور ہر شے اپنے مرکز کی طرف مائل ہوا کرتی ہے۔

۲۔ ملکِ فارس کے آتشکدہ کی آگ ہزار برس سے دہک رہی تھی، رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ولادت با الوار کے وقت اچانک بجھ گئی۔ اس میں یہ رمز تھا کہ دینِ حق کے جلوہ سے آتش پرستی کی گرم بازاری نہ رہے گی۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا۔

۳۔ فارس کا دریا ساوا سوکھ گیا اور خشک ہوا۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ اب آب پرستی اور پرستشِ دریا پر پانی پھر جائے گا، اور توحید و خدا پرستی کا بول بالا ہو گا۔

۴۔ تمام روئے زمین کے بُت اُوندھے ہو گئے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رسالت سے بُت پرستی کا منہ کالا ہو گا۔

۵۔ نوشیروان، بادشاہِ ایران کے محل میں زلزلہ نمودار ہوا اور اس کے چودہ[۱۴] کنگورے ٹوٹ گئے۔ ؎

لرز کے گر پڑے چودہ[۱۴] کنگورے قصرِ کسریٰ کے
اٹھا جب شورِ عالم میں نبیؐ کی آمد آمد کا

چنانچہ اب تک وہ محل جس کا نام طاق کسریٰ ہے، بغداد کے قریب شہر مدائن کے ویرانہ میں پھٹا پڑا ہے۔ سیاح لوگ وہاں جا کر اب تک اسی

معجزہ کو دیکھتے ہیں، اس میں یہ راز تھا کہ پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے شجاعانِ عرب کے قدم تختِ جم پر جم گئے اور شاہانِ عجم کی حکومت کی بنیاد ہل گئی۔ چودہ کنگورے گرنے میں یہ راز تھا کہ اس کے بعد چودہ بادشاہ اس خاندانِ نوشیروانی میں فرمانروانی کریں گے۔ پھر قصر ابیض کا خزانہ غازیانِ عرب کا مال ہو گا۔

المختصر

محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ ماجد (عبداللہ) آپؐ کی ولادتِ شریف سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔ چھ برس کی عمرِ مبارک تھی کہ آپؐ کی والدہ ماجدہ (بی بی آمنہ) نے بھی رحلت کی، اور جدِ امجد عبدالمطلب پرورشِ ظاہری کے متکفل ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنِ اقدس آٹھ برس کا ہوا تو عبدالمطلب بھی دنیا سے اُٹھ گئے۔ پھر آپؐ کے عمِ بزرگوار ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرپرستی اپنے ذمہ لی۔ بارہ برس کی عمرِ مقدس میں ابو طالب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملکِ شام کو تشریف لے گئے، راستہ میں ایک نصرانی عابد نے جس کا نام بحیرا تھا اُن علامتوں سے جو اس نے اپنی کتابوں میں دیکھی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا اور آپؐ کے دستِ مقدس اپنے ہاتھوں میں لیکر کہنے لگا،

"بے شک یہ رسولِ ربّ العلمین ہیں۔" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آپؐ کے ہمراہیوں نے بحیرا سے پوچھا؟ کہ،

"تم کو کیسے معلوم ہوا؟

بحیرا نے جواب دیا: کہ

"جب وقت ہم یہاں آئے میں نے دیکھا انہیں (محمدؐ کو) شجر و حجر (درخت

اور پتھر) نے اِن کو (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سجدہ کیا۔"

پچیس[۲۵] برس کی عمرِ مقدس میں حضرت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی۔ اکتالیسویں[۴۱] سال کی عمرِ مقدس تھی کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام وحی لیکر آپ کی خدمت عالیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے اور سورہ اِقراء نازل ہوئی۔ جب سِن شریف پچاس[۵۰] برس کا ہوا تو معراج واقعہ ہوئی۔

رحمۃً للعٰلمین، سیّدِ المرسلین رسُول کائنات حضرت محمّد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہونے کے بعد تیرہ[۱۳] برس مکّہ معظمہ میں قیام فرمایا، پھر ہجرت کرکے مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ اور دس برس مدینہ منوّرہ آپ کے جمالِ باکمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور اور مشرف رہا۔ ستائیس[۲۷] غزوات میں آپ بہ نفسِ نفیس شریک ہوئے اور نو[۹] لڑائیوں میں تلوار چلانی پڑی۔ خالقِ اکبر جلّ جلالہ، و عم نوالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاتعداد کمالاتِ باطنی کے ساتھ جمالِ جہاں آراء سے بھی نوازا تھا۔

؏
خطِ سبز و لبِ لعل و رخِ زیبا داری
حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
شیوہٗ شکل و شمائل حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وہ نبیوں میں ہوئے ایسے کہ ختم الانبیاءؐ ٹھہرے
حسینوں میں ہوئے ایسے کہ محبوبِ خدا ٹھہرے

حُلیۂ مقدس ؐ

حُلیۂ شریف یہ ہے :-
حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدِ مقدس ؐ میانہ، رنگِ مبارک ہمایوں سرخ و سفید با نمکین و ملاحت، سرِ مقدس ؐ بڑا، موے مقدس ؐ سیاہ و نرم اور کس قدر گھونگر والے کبھی گردنِ نازنین ؐ تک، کبھی گوشۂ مبارک کی لو تک، بالوں میں مانگ نکلتی رہتی اور تیسرے روز تیل پڑتا۔ گوشِ حق نیوش متوسط، پیشانی مقدس ؐ نورانی کشادہ و تابان، ابروے مقدس ؐ باریک و خمیدہ اور کسی قدر ایک دوسرے سے جدا۔ دونوں ابروؤں کے بیچ میں رگِ ہاشمی تھی جو غصّہ کے وقت اُبھر کر آتی۔۔۔ چشم خدا بین بڑی پُتلیاں خوب سیاہ اور سپیدی ہیں، سرخی کے ڈورے، مژگانِ شریف بڑی، رُخسار معلی نرم اور پُر گوشت لیکن نہ پھولے ہوئے۔ بینی پاک بلند اور روشن۔ دہانِ مقدس ؐ بڑا اور نظروں میں نہایت خوشنما۔ دندانِ مبارک تابدار اور کچھ کچھ جُدا، وقت تکلم ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دندانِ مبارک سے نور نکلتا ہے اور ہنگام تبسم بجلی کی سی جلا محسوس ہوتی۔۔۔ چہرۂ انوار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ لانبا نہ بالکل گول۔ ریشِ احسن خوب خوب بھری ہوئی اور اس کے گھنے بال سینۂ مقدس کو پُر کرتے۔ گردن نور معدن صاف و شفاف گویا سانچے میں ڈھلی ہوئی۔۔۔ دوش اقدس پُر گوشت، باہم پیوستہ نہ تھے۔ ان کے بیچ میں مہرِ نبوّت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، دستِ حق پرست لانبے۔ اصابع مقدسہ (انگشت مبارک) لمبی اور خوشنما۔ تمام

بدنِ نازنین کے جوڑ خوب قوی اور مضبوط کفِ دست کشادہ اور نہایت نرم۔ بغلہائے مقدس سپید اور خوشبودار جن میں بالوں کا نام نہیں۔ سینہ صفا گنجینۂ چوڑا، پنڈلیاں گول ہموار اور صاف۔ اور فی الجملہ باریک کف پا (خاکش ابرِ وے نرم) پائے مبارک پُر گوشت اور انگشت ہائے مبارک مضبوط، انگھوٹے کے پاس کی انگلی انگھوٹے سے بڑی۔

جن خوش قسمت بزرگوں نے وہ جمالِ جہاں آرا۔ دیکھا ان سب کی رائے اس پر متفق ہے کہ ایسی پاکیزہ شکل نہ آپ ؐ سے پہلے دیکھی، نہ آپ کے بعد صَلّی اللّٰہ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جیسا کہ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شعر میں فرمایا :-

۱۔ وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءٗ

یعنی : " (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میری آنکھوں نے آپ ؐ کے برابر کسی کو حُسن و خوبی میں نہیں دیکھا اور نہ دُنیا کی عورتوں نے آپ ؐ جیسے کسی کو جنم دیا۔"

۲۔ خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءٗ

"(آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمام عیوب و نقصاں سے مُبرّا کر کے عالمِ وجود میں تشریف فرما ہوئے گویا کہ آپ ؐ اپنی چاہت کے مطابق پیدا کیے گئے۔"

حضرت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاج عالی میں نفاست بہت تھی، ہمیشہ صاف ستھرے رہنے کو پسند فرماتے اور میلے کچیلے آدمی سے ناخوش رہتے۔ جسمِ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بوئے جاں پرور آتی، جس راہ سے آپ تشریف فرما ہوتے خوشبو سے مہک جاتی اور جو وہاں سے گزرتا اس کو معلوم ہو جاتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔ آپؐ کا سایہ نہ تھا، سایہ تو اجسامِ کثیف کا ہوتا ہے آپؐ تو سراپا نور تھے۔

حضورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو دفعتاً دیکھتا جلالِ نبوّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس پر ہیبت طاری ہو جاتی، مگر جب حضورِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں رہتا اور لطف و مدارا دیکھتا اس کا قلب آپؐ کی محبت سے مالامال ہو جاتا۔

حقیر کہتا ہے:۔ سُبحان اللہ! جن لوگوں نے اس جلیل القدر پیغمبرِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ تو فریفتہ ہو جاتے تھے۔ اور جنہوں نے آپؐ کی ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا اُن پر بھی آپ صلعم جلالت و عظمت و محبت و کبریائی کا وہ عالم طاری ہوتا ہے جو کسی کے وہم و گمان میں نہیں آسکتا۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ ربّانی عنایت اور محبوبیّت کی بڑی واضح دلیل ہے کہ آج سے چودہ سو سال کے گزر جانے کے بعد بھی جب آپؐ کے ایک موئے مبارک صلی اللہ

علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنی جائے پاک سے چند ناپاک انسانوں نے اٹھانیکی کوشش کی تو ساری دُنیا نے دیکھا کہ تمام اقوامِ عالم میں کتنا شور و غوغا اٹھا اور کون ہے وہ ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں میں سے جس نے مسلمانوں کے ساتھ اس پر اظہارِ افسوس نہ کیا۔ ؟ مسلمانوں کی بات تو ہی کیا۔ یہی آپ کی پیغمبری کا بہت بڑا معجزہ ہے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

بیانِ معجزاتِ حضرت سید الکونین ؐ

رسُولِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکت سے بہت سے معجزات صادر ہوئے ہیں۔ ہم ان میں سے بطور نمونہ اس گلدستۂ عقیدت میں چند ایک معجزات پیش کرتے ہیں:

- (۱) ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی، آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمرکاب تھے۔ راستہ میں سراقہ بن مالک کافروں کے بھیجے ہوئے سوار لے آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے دیکھ کر عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کافر آپہنچے"۔

آپؐ نے فرمایا: "لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔" اے ابوبکر! کچھ رنج نہ کرو، خدا ہمارے ساتھ ہے"۔ پھر آپؐ نے بددُعا فرمائی، فوراً اس سوار کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں

دھنس گیا۔ کافر فریاد کرنے لگا: کہ مجھ کو اس بلا سے نجات دیجیئے، جو کافر راستہ میں ملے گا اس کو واپس کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کے حق میں دُعا کی اور گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ اور پھر راستے میں جو بھی کافر اُسے ملا یہ کہہ کر واپس لوٹا دیا: کہ میں دیکھ کر آیا ہوں، اُدھر کوئی نہیں ہے۔

● (۲)۔ **دوسرا معجزہ**:۔ غزوۂ حدیبیہ میں پانی ختم ہو گیا اور پیاس کی شدّت محسوس ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس ایک لوٹے میں پانی تھا جس سے آپؐ نے وضو فرمایا۔ اہلِ لشکر حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا: کہ اس لوٹے پانی کے سِوا لشکر میں کچھ پانی نہیں، نہ پینے کے لئے اور نہ وضو کرنے کے لئے۔ آپ نے دستِ مبارک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس لوٹے میں رکھدیا اور آپؐ کی انگشت ہائے مبارکہ سے چشمہ کی طرح پانی اُبلنے لگا، تب سب حاضرین نے پانی خوب پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس حدیثِ مبارک کے راوی ہیں سے لوگوں نے پوچھا کہ اس روز تم کتنے آدمی وہاں تھے۔؟ انہوں نے جواب دیا۔

"ہم وہاں پندرہ ۱۵ سو آدمی تھے اور اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو وہ سب کے سب سیراب ہو جاتے۔"

(۳) — **تیسرا معجزہ** :- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے کہ ایک کھلے میدان میں منزل ہوئی آپ فضائے حاجت کے لئے دور تشریف لے گئے، اتفاقاً وہاں کچھ آڑ نہ تھی۔ میدان کے کنارے دو درخت تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے، اور ایک درخت کی شاخ پکڑ کر فرمایا :-

" انقادی علیّ باذن اللہ " یعنی :- اللہ کے حکم سے میرے ساتھ چلی آ " وہ درخت اس طرح آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیا جیسے کوئی اونٹ نکیل پکڑے لاتا ہے۔ پھر آپ ؐ نے دوسرے درخت کی طرف قدم رنجہ فرمایا اور اس کو بھی وہی ارشاد فرمایا، وہ بھی ہمراہ ہو لیا۔ جب میدان کے درمیان آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں درختوں کو حکم دیا : کہ " اللہ رب العزت کے حکم سے دونوں مل جاؤ " ! دونوں مل گئے۔ اور پھر اُن کی آڑ میں تشریف فرما کر آپ ؐ نے فراغت حاصل کی۔ پھر وہ دونوں درخت الگ الگ ہو گئے۔"

اتنا ہی نہیں بلکہ بعض اوقات شجر و حجر (درخت اور پتھر) آپ ﷺ کو نام لیکر سلام عرض کرتے تھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۴) — **چوتھا معجزہ** :- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں زخم کا نشان تھا۔ کسی نے پوچھا : یہ کیا ہے ؟

انہوں نے کہا کہ جنگِ خیبر کی لڑائی میں مجھے زخم لگ گیا تھا، اسے دیکھ کر ساتھ والوں نے کہا کہ اب سلمہ رضؓ نہ بچیں گے۔ لہٰذا حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ دربارِ نبویؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوا اور حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تینؐ بار لعاب مقدسؐ زخم میں ڈال دیا، اور سب شکایتیں جاتی رہیں۔

(۵)۔ **پانچواں معجزہ** :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھیں اور میں ہمیشہ اسلام لانے کے لئے اُن سے کہا کرتا تھا۔ اور ایک دن میں نے اپنی والدہ کو دعوتِ اسلام دی، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (فداہُ اُمّیؐ و ابیؐ) کی شان میں چند مکروہ اور غیر مناسب کلمات استعمال کئے، میں روتا ہوا درِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضر ہوا اور گذارش کی: "یا رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں کے لئے دُعائے ہدایت فرمائیے"۔ آپؐ نے فرمایا:

" اَللّٰھُمَّ اھدِ اُمَّ اَبِی ھُرَیرَۃَ " یعنی:۔ اے اللہ! ابوہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دے۔"

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ میں پیغمبرِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا سے خوش ہو کر چلا آیا، گھر کے دروازے پر جو پہنچا تو دروازہ بند پایا۔ میری والدہ نے میری پاؤں کی آہٹ سُنکر اندر سے

آواز دی۔ کہ "ابوہریرہ! وہی کھڑے رہو۔" میں وہی کھڑا ہو گیا، اور اندر سے پانی کے گرنے کی آواز سُنی، کچھ دیر بعد والدہ محترمہ نہا کر اور صاف کپڑے پہن کر دروازہ کھولنے کے لئے آئیں، اور دوپٹہ بھی نہ اوڑھا کہ دروازہ کھولا۔ مجھ سے مخاطب کر کے کہنے لگیں:۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

میں یہ حال دیکھ کر سرکارِ دو عالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خوشخبری سُنانے کے لئے دوڑا، اور جوشِ خوشی سے میرے آنسو جاری تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُن کر شکر ادا کیا اور کلماتِ خیر فرمائے۔

● (۶)۔ **چھٹا معجزہ:۔** ایک شخص حضرت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشی تھا، شامتِ اعمال اور فطری بدبختی کی وجہ سے مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا مِلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا:

"زمین اس کو پناہ نہ دے گی۔"

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ اتفاقاً میرا گذر اس سرزمین پر ہوا جہاں وہ مرا تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی لاش باہر پڑی ہے۔ میں نے سبب پوچھا، لوگوں نے کہا کہ "ہم نے بہت دفعہ اسے دفن کیا مگر زمین اس کو قبول ہی نہیں کرتی۔"

اللہُ اَکبر ! کتنا بُرا انجام و عافیت ہے اُن لوگوں کا جو جان بوجھ کر کلمۂ حق سے روگرداں ہوجاتے ہیں، اور سرورِ کائنات پیغمبرِ برحق حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمانِ عالی کی مخالفت کرتے ہیں، نہ معلوم ایسے لوگوں کا انجام کیا ہوگا۔

● (۷)۔ **ساتواں معجزہ** :۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ داعیٔ اعظم حضرت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ فرمانے کے وقت ایک چوبی ستون سے تکیہ لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب منبرّ شریف تیار ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر استادہ ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا۔ تو وہ لکڑی کا ستون اس طرح چیخنے لگا کہ دیکھنے والوں کو گمان ہوا کہ شق ہوجائے گا۔ رحمۃً للعالمین حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبرّ شریف پر سے اُترے اور اس (ستون) کو پکڑ کر اپنے بدنِ نازنین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ چپٹا لیا، تب ستون چپ ہوا، اور ایسی سسکیاں بھرنے لگا، جیسے کسی بچے کو رونے سے خاموش کراتے وقت ہوتا ہے اور پھر وہ سسکتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے : کہ وہ اس بیان کے شوق میں رویا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا کرتا تھا۔

● (۸)۔ **آٹھواں معجزہ** :۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کہ " میری اُمّت کے لوگ ایک وسیع زمین پر آباد ہوں گے جس کا نام بصرہ ہے اور اس دریا کے کنارے جس کا نام دجلہ ہے، دریا پر پُل ہو گا اور وہاں آبادی بکثرت ہو گی، اور وہ شہر منجملہ ان شہروں کے ہو گا جو مسلمان آباد کریں گے ــــ آخر زمانہ میں قنطورا کی اولاد جن کے منہ چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گیں، حملہ کرے گی اور لبِ دریا اُترے گی۔ اہلِ شہر کے تین حصّے ہو جائیں گے، یعنی:

ایک حصّہ جو جان بچانے کے لئے بھاگے گا اور جنگل میں ہلاک ہو جائے گا۔

دوسرا فرقہ امان لے گا وہ بھی قتل ہو گا۔ اور

تیسرا فریق اپنے اہل و عیال کے لئے بھاگے گیں وہ شہید ہیں۔

یہ پیشنگوئی، سُبحان اللہ! ہمارے رحمۃ للعالمین ختم المرسلین حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کیسی سچی ہوئی۔

دجلہ کے کنارے خلفاءِ عباسیہ نے بصرہ کے متصل شہر بغداد آباد کیا، اس کی رونق اور آبادی عروج کمال پر پہنچی۔ آپؐ کی وفات کے چھ سو چالیس (۶۴۰) بعد تاتاری ترکوں نے ہلاکو خان کی ماتحتی میں بغداد پر حملہ کیا۔ بڑے بڑے

علماء اور خلیفہ مستعصم باللہ امان لے کر باہر نکلے لیکن تاتاریوں نے سب کو ذبح کر ڈالا، ہزاروں مسلمان لڑ کر شہید ہوئے بہت سے بچارے جان بچا کر بھاگے خدا جانے غربت اور پریشانی میں کس مصیبت میں پڑے۔

حضرت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید اور فرقان حمید ہے یہ آپؐ کا زندہ معجزہ ہے کہ یہ نسخۂ کیمیا اثر ہے جو مسلمانوں کے تمام اندرونی و بیرونی بیماریوں کا واحد علاج ہے۔ اگر سچے طور پر مسلمان اس پر عمل کریں گے تو بے شک مسلمان ترقی کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جائیں گے۔ یہ قرآن مجید ہی وہ مقدس کتاب ہے جو اقوام عالم کے مدّوجزر، ترقی و پستی، وارتقاء و انحطاط سے نفسیاتی اور واقعاتی رنگ میں بحث کرتی ہے۔ اس پر عمل کرنے کے بدولت اہل اسلام دنیا میں پھلے پھولے اور ترقی کے ہر میدان میں راہنمائی کریں گے۔....

مگر آجکل ہمارے مسلمان قرآن مجید کی طرف حقیقی توجہ نہیں کرتے اس لئے وہ غیر شعوری طور پر تنزل کی طرف قدم رکھ رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْم

حضورِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاقِ مبارکہ

خلاّقِ عالم جلّ شانہٗ اپنے کلامِ پاک میں اپنے پیغمبر آخرالزّمان حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق فرماتا ہے :

" اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۔ اے محمّد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپؐ کے اخلاق بہت بڑے اور پاکیزہ ہیں ۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حلم اور عفو کا یہ عالم تھا کہ جب جنگ اُحد میں مشرکین سے لڑائی ہوئی تو آپؐ کا نیچے کی طرف کا ایک مقدس دانت پتھر کے صدمہ سے شہید ہوگیا، سرِ گنجینۂ اسرار میں ایک زخم لگا اور چہرۂ مقدسؐ پر سے خونِ مقدس بہنے لگا۔ اصحابؓ نے جو یہ رنگ دیکھا تو اُن کو بہت شاق ہوا، اور عرض کرنے لگے : " یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ان کافروں کے حق میں دُعائے بد فرمایئے ۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب میں فرمایا : کہ،

" میں بد دُعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے مجھے اپنے مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔"

پھر ان کافروں کے حق میں رحمتِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زبانِ حق ترجمان پر یہ دُعا جاری ہوئی : " اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا

یَعۡلَمُوۡنَ " یعنی اے اللہ! میری قوم کو ہدایت فرمایئے وہ جانتے نہیں ہیں۔"

لَا یُمۡکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ :: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جود و سخا

حضرت رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جود و سخا کے متعلق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی سوال کے جواب میں " لَا " نہیں فرمایا ایک دفعہ نوے ہزار درہم (۹۰,۰۰۰/=) آپؐ کے پاس آئے، اُن کو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بانٹنا شروع کیا، جو سامنے آیا اسے عطا فرماتے گئے یہاں تک کہ سب کے سب درہم اُسی وقت بانٹ دیئے۔

بر روئے زدہ کف خجالت :: باوجود کف تو بحر موّاج

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شجاعت و بہادری

شجاعت و بہادری کی یہ کیفیت تھی کہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ جب لڑائی کا میدان گرم ہو جاتا تھا تو حضرت مجاہد اعظم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آگے ہوتے تھے۔

ایک شب مدینہ والوں کو کچھ خوف پیدا ہوا، اور آدمی باہر دوڑے کہ دیکھیں کہ کیا ہے!؟ وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے

خطرناک مقام پر اس شان سے پہنچ گئے تھے، کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور تلوار آویزاں تھی۔ ان لوگوں کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ارشاد فرما کر تسلی دینے لگے: "لم تراعوا، لم تراعوا" ۔ مت گھبراؤ، مت گھبراؤ!

؎ در صفِ ہیجا بوقت صولتِ اعدا
کوہ خجل ماند از ثبات محمدؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیاء

آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیاء کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی شخص بُرا کام کرتا اور آپؐ اس کو سنتے تو نصیحت فرماتے وقت اس آدمی کا نام نہ لیتے۔ بلکہ یوں ارشاد فرماتے: "کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، کہ ایسے بُرے کام کرتے ہیں۔" اور فرمایا:

"الحیاءُ شُعبۃٌ مِنَ الاِیمان۔" حیاء ایمان کی شاخوں میں ایک شاخ ہے۔"

روایتوں میں آیا ہے کہ جناب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعفت پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے زیادہ شرم وحیاء سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ افسوس! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مقدس صفت کو بالکل پس و پشت ڈال دیا ہے۔ کہ اب بیٹے کو باپ کی حیاء نہیں۔ نہ شاگرد کو استاد کی اور چھوٹوں کو بڑوں کی کوئی شرم و حیاء باقی نہ ہے۔ اِذا فاتکَ الحیاءُ فافعل ما شئتَ۔" کہ جب

حیاء باقی نہ رہے تو جو چاہو کرو۔"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مخلوقِ خدا پر شفقت وعنایت

آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلقِ خدا پر شفقت وعنایت کا یہ حال تھا کہ آپؐ کی راحت ومہربانی، اپنے بندوں کے حال پر ملاحظہ فرما کر خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دو۲ اسمِ پاک (نام) اپنے پیغمبر برحق حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بطور خطاب عطا فرمائے۔ یعنی:

"بالمؤمنین رؤفٌ رحیمٌ" دوسری جگہ فرمایا:

"وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔"

اس رحمۃً للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہماری روحیں فدا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کا فروں پر بھی اگلی اُمتوں کے گنہگاروں کی طرح عذاب نازل نہیں فرمایا اور منافق بدسرشت آفتِ قہر سے بچے رہے، سب لوگوں پر مساویانہ نظر مرحمت فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھنے والے سب یہی خیال کرتے کہ سب سے زیادہ نظرِ عنایت مجھ ہی پر رہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کی عمر سے اٹھارہ۱۸ برس کی عمر تک حضرت رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت کرتا رہا، کبھی آپؐ نے "ہوں" تک نہیں فرمایا۔ یعنی اگر میں نے کوئی کام کیا، تو یہ نہ فرمایا کہ "کیوں کیا" اور "نہ"، "کیا تو نے یہ نہ پوچھا: کہ کیوں یہ کام نہیں کیا!"۔

اگر نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز گوشِ مقدس میں آجاتی تو غایت

لطف و مہربانی سے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز جلد اختتام فرما دیتے، تاکہ اس بچے کے مربی اس کی تسکین و تشفی کر سکیں ــــ اللہ اکبر! یہ شفقت و عنایت انسانوں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ حیوانات بھی اس سے بہرہ افروز ہو جاتے ــ چنانچہ:

حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ حضرت رسول رحمت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ایک پیاسی بلی آتی تو آپؐ بذاتِ خود پانی کا برتن اس کی (بلی) طرف جھکا دیتے اور جب بلی خوب پانی نہ پی لیتی تو آپؐ اپنے دستِ مقدس سے برتن جھکائے رکھتے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پابندئ عہد

حضرت رسول کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عہد کے پابند اس قدر تھے کہ ایک یہودی کا قرض آپؐ کے ذمہ تھا۔ ایک دن یہودی نے تقاضا کیا۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔" یہودی نے کہا: "اے محمد! (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میں آپ کو یہاں سے بے لئے نہ جانے دونگا۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

"اچھا، میں تمہارے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔"

یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہاں بیٹھ گئے اور پانچوں وقت کی نماز آپؐ نے وہیں پڑھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس یہودی کو ڈراتے دھمکاتے تھے آخر آپؐ سے عرض کرنے لگے:

یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) "ایک یہودی آپؐ کو روکے بیٹھا ہے۔"

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے عہد شکنی سے منع فرمایا ہے۔"

جب دن چڑھا تو وہ یہودی کلمہ حق پڑھکر مسلمان ہو گیا، اور عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ گستاخی میں نے اس واسطے کی ہے کہ دیکھوں توریت میں جو وصف نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اندراج ہے۔ آپ میں پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اب مجھ کو معلوم ہو گیا کہ بے شک آپ سچے نبی اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔"

وہ یہودی بڑا مالدار تھا، اپنا سب مال لاکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا، کہ اے نبی اللہ! اس کو راہِ حق میں صرف کر دیجیئے۔"

یہی آخری تلوار تھی جس نے غیر مسلموں کو اپنے آبائی مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا۔ مگر افسوس! یورپ کا بدقسمت پادری صاحب اب بھی یہی رٹ لگاتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔

حضرت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دودھ پلایا تھا۔ پھر وہ جب کبھی آتیں تو پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دیتے کہ حضرت حلیمہ رضؓ اس پر بیٹھ جائیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی تھیں، اگرچہ اُن کا انتقال ہو گیا تھا لیکن جب کبھی آپؐ کے پاس ہدیہ آتا آپؐ فرما دیتے: "یہ فلاں عورت کے گھر دے آؤ، کیونکہ خدیجہ رضؓ کو اُن سے محبت تھی۔" اور جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوئی ملنے والے عورت حجرۂ مبارک پر حاضر ہوتی تو حضرت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بڑی نوازش و نرمی سے اُن کا حال پوچھتے ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمکین و وقار کا بیان

حضرت سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تمکین و قار ایسا تھا کہ کبھی کھُل کر قہقہہ نہ مارتے، صرف تبسم فرماتے ۔ اکثر سکوت میں رہتے اور بے ضرورت کلام نہ فرماتے ۔ مجلسِ ہمایوں میں بآوازِ بلند کوئی بات نہ فرماتے ۔ حاضرین اس طرح ساکت بیٹھے جیسے اُن کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوں ۔

حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زہد اور دُنیا سے بے رغبتی آپؐ کے زہد کی یہ کیفیت تھی، کہ اگرچہ آخرِ زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجازؔ، یمنؔ، اور دیگر ممالکِ عرب اور عراقؔ و شامؔ کے سرحدی ملکوں کے بادشاہ تھے ۔ لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میرے سرتاج سرورِ کونین اللہ کے محبوب پیغمبر حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی بھی دو دن برابر جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں تناول فرمائی، یہاں تک کہ آپؐ اپنے اللہ سے جا ملیں ۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔ اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک ایک مہینہ میں گھر میں آگ نہ جلتی اور آپؐ معہ اپنے اہل وعیالؓ کے صرف سوکھی کھجوروں پر قناعت فرماتے ۔

افسوس! صد افسوس!! ان مولویوں پر جو ناپاک دنیا حاصل کرنے کے لئے سچ کو جھوٹ، اور جھوٹ کو سچ ۔ حلال کو حرام، اور حرام کو حلال بتا دیتے ہیں ۔ اور چند ٹکوں کی خاطر مختلف حیلوں اور غلط تاویلات کر کے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دینِ حق کو مسخ کرتے ہیں ۔ اعاذنا اللہ من شرورھم و تلبیسھم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرمی اور تواضع کا بیان

حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا پاپوشِ مبارک (جوتا) اپنے دستِ مقدس سے گانٹھ لیتے، اپنی بکریوں کا دودھ خود دوھ لیتے، پھٹے پرانے کپڑے خود سی لیتے۔ غرض اپنا کام خود اپنے مقدس ہاتھوں سے کرلیا کرتے، اور فرماتے تھے، "اپنا کام اپنے آپ کرلینا چاہیئے، کسی دوسرے کی مدد کا محتاج اتنا بھی نہ رہے کہ مسواک کے ٹکڑے کے برابر اس سے مدد مانگے۔"

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری ذبح کرنے کا حکم دیا ایک ہمسفر صحابی رضؓ نے کہا: "بکری کو میں ذبح کروں گا۔" دوسرا صحابی رضؓ بولا: "کھال میں اتاروں گا۔" تیسرے صحابی رضؓ نے کہا: "میں اس کا گوشت پکاؤں گا۔" حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لکڑیاں میں لاؤں گا۔" —— ہمسفر اصحابؓ نے عرض کیا: کہ "حضرت! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ کی طرف سے ہم ہی لکڑیاں لے آئیں گے۔" آپؐ نے فرمایا: "یہ سچ ہے، لیکن میں نہیں چاہتا کہ اپنے آپ کو اپنے یاروں سے ممتاز بنا لوں۔ خدا اس بات کو پسند نہیں فرماتا۔" یہ فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود لکڑیاں لینے تشریف لے گئے۔

حضرتِ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ ابتدائے عہد میں ہم نے فقر و فاقہ کی شکایت کی اور اپنے پیٹ کھول کر دکھلائے کہ ایک ایک پتھر ہم سب کے پیٹ سے بندھا ہوا تھا۔ شفیق و رفیق پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اپنا شکمِ مقدس دکھایا تو اس پر دو ۲ پتھر بندھے ہوئے تھے۔ سُبحان اللہ تواضع و انکساری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاجِ اقدس میں

ایسی تھی کہ مجلس میں جہاں جگہ مل جاتی وہیں تشریف فرماتے، اہلِ محفل سے زانو سے اپنا زانوئے مقدسؐ آگے نہ بڑھاتے۔ اگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اُٹھ کھڑے ہو جاتے تو آپؐ انہیں منع فرماتے ــــ کوئی مسکین بیمار ہوتا تو شفیقِ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے ــــ اگر کوئی دعوت کرتا تو آپؐ قبول فرماتے ــــ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ جلال دیکھکر اکثر آدمی خائف ہو جاتے، تو آپؐ ان کو یوں تسکین فرماتے: کہ میں کوئی قاہر اور جابر بادشاہ نہیں ہوں، "قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں، تم مطمئن رہو۔ وغیرہ .....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امانت داری کا بیان

امانت داری جناب رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اس درجہ تھی کہ کفارِ مکہ آپؐ کے سخت دشمن تھے، مگر جب کوئی کسی سے آپؐ کی نسبت سوال کرتا تو یہی کہتے، کہ " چاہے کچھ بھی ہو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) امین اور سچے تو ضرور ہیں ...."

جب سرکارِ عرب و عجم پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہرقل بادشاہ کے ہاتھ پہنچا، تو اُس نے اہلِ دربار کو حکم دیا: "کہ دیکھو! آجکل ہمارے شہر میں عرب بھی ہیں یا نہیں، اگر ہوں تو میرے سامنے لاؤ، تاکہ اُن سے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے حالات دریافت کروں۔ اتفاقاً قریش کا ایک کارواں وہاں گیا ہوا تھا۔ ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قافلہ کے سالار تھے۔ بادشاہ نے

اُن سے پوچھا: "کہ یہ مدعیٔ نبوّت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کبھی جھوٹ بھی بولتے ہیں؟" ابوسفیانؓ (باوجود اِس وقت ایمان نہ لانے کے) نے کہا: "نہیں! محمدؐ نے آج تک کبھی خیانت نہیں کی۔ اور نہ کبھی جھوٹ بولتے ہیں۔"

حق جلوہ گر ز طرزِ بیانِ محمدؐ است
آرے کلامِ حق بزبانِ محمدؐ است

آنحضرت صلے اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم کی خشیتِ الٰہی کا بیان

پیغمبرِ برحق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے ربّ کا خوف اس قدر تھا کہ شب کو نمازوں میں یہاں تک قیام فرماتے کہ پائے مبارک ورم کر جاتے۔ آپؐ کی یہ جفاکشی دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین عرض کرتے: "یارسُولُ اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپؐ کو تو اللہ تعالیٰ نے عفو و کرم سے ہمیشہ نوازا ہے؟ پھر کیوں آپؐ اس قدر تکلیف اور مشقت اُٹھاتے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔" (یعنی، حبیب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنے بڑے احسان کئے ہیں، تو کیا میں اُس کا شکر بھی ادا نہ کروں)

ایک روایت ہے کہ حضرت رسُولِ کائنات، سیّدالمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دن میں سَو سَو دفعہ استغفار فرماتے ——

نماز میں خشوعِ قلبِ مقدسؐ کا یہ عالم تھا کہ فرطِ جوش سے سینۂ انوار خزینہ سے ایسی آواز نکلتی جیسے دیگچی آگ پر خوش کھا رہی ہو ——

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ ۔

یہ ہیں ہمارے نبی رحمتؐ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف مقدسہ کا مختصر بیان، انکی تفصیل کرنا انسانی بس کی بات نہیں۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم!
کان ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ صَلٰوۃً تُحَلُّ بِھَا الْعُقَد وَتُفَرِّجُ بِھَا الْکُرُوب وَیُجْرِیْ بِھَا لُطْفُکَ مِنْ اَمْرِیْ وَاُمُوْرِ الْمُوْمِنِیْن ۔

پ

حبیبِ خدا اشرفِ انبیاءؑ
کہ عرش مجید ش بود متّکا

سوارِ جہانگیر یکران براق
کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ارشاداتِ عالیہ

۱:۔ "عن ابن مسعودؓ قال سئلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یارسول اللہؐ ای الاعمال افضل قال الصلوٰۃ لمیقاتھا۔ قلت ثم ماذا یارسول اللہؐ، قالؐ برّ الوالدین۔ قال قلت ثمّ ماذا یارسول اللہؐ: قال الجھاد فی سبیل اللہ، ثمّ سکت عنی رسول اللہؐ ولو استزدتہٗ لزادنی۔" ھذا حدیث حسن صحیحٌ

(جامع ترمذی جلد ۲، صفحہ نمبر ۱۲)

ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے کے بیان میں

حدیث مبارک کا ترجمہ: "حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ عملوں میں سے کونسا عمل زیادہ بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ نماز جو اپنے وقت پر ادا کی جائے۔ میں نے عرض کیا: اس کے بعد پھر کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا، ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کونسا عمل زیادہ بہتر ہے؟ فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔" راوی حدیث کہتے ہیں

پھر آپ خاموش ہوئے۔ اور اگر میں اس سے زیادہ دریافت کرتا تو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ بھی بتلاتے۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔"

۲۔ باب ماجاء فی ستر المسلمین

"عَنْ ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عَنِ النبّی صلی اللہ علیہ وسلّم اَنّہ مَنْ نَفّسَ عَنْ مُسلِمٍ کُرْبَۃً مِن کُرَبِ الدنیا نَفّسَ اللہ عنہ کُرْبَۃً مِن کُرَبِ یومِ القیامۃِ وَمَن یَسّرَ علی مُعْسِرٍ فی الدنیا یَسّرَ اللہُ عَلیہِ فی الدُنیا والآخرۃ وَمَن سَتَرَ علیٰ مُسلِمٍ فی الدُنیا سَتَرَ اللہُ عَلیہِ فی الدُنیا والآخرہ وَاللہ فی عَونِ العبد مادامَ العبدُ فی عَونِ اَخیہِ۔" ترمذی شریف ج ۱، ص ۱۵)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپؐ نے فرمایا، کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے دنیوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دُور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اُس سے قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف اور سختی دُور فرمائے گا اور جو کوئی اپنے تنگ دست بھائی سے کوئی تنگی دُور کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی

پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی آخرت میں فرمائیگا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا : کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد میں ہوتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد و نصرت کی فکر میں ہو۔"

مسلمانو! اس حدیثِ مبارک پر اچھی طرح غور کرو۔

۳۔ باب ما جاء فی اکرامِ صدیقِ الوالد

باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنیکے بیان میں

"عن ابن عمر رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اِنّ ابرّ البرّ ان یصلِ الرجلُ اھلَ وُدِّ ابیہِ"

(ترمذی شریف، ج ۲، صفہ ۱۲)

ترجمہ :۔ "حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے سنا کہ سب سے بڑھ کر نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والد کے دوستوں سے ملے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔"

۴۔ باب ما جاء فی برِّ الخالۃ ۔۔ خالہ کیساتھ اچھا سلوک کرنا

"عن ابنِ عمر رض اَنّ رجلاً اتی النبی صلی اللہ علیہ

وسلم فقال یا رسول اللہ انی اصبت ذنبا عظیما فھل لی من توبۃ قال ھل لک من ام قال لا۔ قال ھل لک من خالۃ۔ قال نعم قال فبرھا۔" (ترمذی، ج ۲، ص ۱۲)

ترجمہ :۔ "حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حضرت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، اور عرض کیا:۔ یا رسول اللہ ! میں ایک بہت بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں، کیا میرے لئے کوئی توبہ ہے ؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تیری ماں ہے ؟ اس نے کہا: نہیں ! آپ نے فرمایا: "کیا تیری کوئی خالہ ہے ؟" اس نے عرض کیا جی ہاں ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔" اس باب میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بھی روایت ہے۔

۵۔ باب ما جاء فی دعاء الوالدین

(ماں باپ کی دعا قبول ہونے کے بیان میں)

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث دعوات مستجابات لاشک دعوۃ المظلوم ودعوۃ المسافر و دعوۃ الوالد علی ولدہ۔" (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۱۳)

ترجمہ :۔ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "تین دعائیں مقبول ہوتی ہیں، وہ کسی طرح رد نہیں ہوتیں۔ اوّل مظلوم کی دعا، دوم مسافر کی دعا، سیوم باپ کی دعا اپنے بیٹے کے خلاف۔"

۶۔ باب ماجاء فی رحمۃ الیتیم وکفالتہ

یتیموں کی پرورش کے بیان میں

"عن ابن عباسٍ رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من قبض یتیمًا من بین المسلمین الی طعامہٖ وشرابہٖ ادخلہ اللّٰہ الجنۃ الا ان یعمل ذنبًا لا یغفر۔" (ترمذی شریف ج ۲، ص ۱۴)

ترجمہ:۔ "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے درمیان میں کسی یتیم کو پکڑ کر اپنے کھانے پینے میں شریک کرے گا۔ اس کو اللہ تبارک و تعالیٰ جنت میں ضرور داخل کرے گا۔ مگر یہ کہ ایسا گناہ کیا ہو جو نا قابل معاف ہو۔ یعنی شرک، کیونکہ وہ ایسا گناہ ہے جو بخشا نہیں جائے گا۔"

حدیث بالا کی روشنی میں ضروری گذارش!

افسوس! صد افسوس، ہمارے یتیم بچے ہماری ریاست میں اچھے

گھرانوں کے سینکڑوں یتیم بچے سرپرست نہ ہونے کی وجہ سے بازاروں اور کوچوں میں آوارہ گردی پھرتے ہیں، اور ان کا چال چلن رسوا کن بن جاتا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ ہم مسلمانوں میں ایک بھی یتیم خانہ نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ کیا ہے کوئی اللہ والا جو باقاعدہ یتیم خانہ کی سنگِ بنیاد ڈالے گا۔ اب اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیک دل مسلمانوں کو اس کا احساس ہونے لگا ہے۔

۔ باب ما جآء فی شفقۃ المسلم علی المسلم

مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے بیان میں

"عَن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ: رَسُول اللہ صلّے اللہ علیہِ وَسلّم المؤمنُ للمؤمن کالبنیان یشدُ بعضہٗ بعضًا" ھٰذا حدیث حسن صحیحٌ

(ترمذی شریف، ج ۲، ص ۱۵)

ترجمہ:۔ "حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لئے بنیاد کی طرح ہے، کہ ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرے اور الگ نہ ہونے دے۔ یعنی جس طرح عمارت کی اینٹیں ایک دوسری سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے سے وابستہ رہیں اور جماعت سے کٹ

نہ جائیں۔" ماشاءاللہ کیسی مقدس تعلیم ہے۔ ؂

۸ ● ۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَکُمْ مِرْاٰۃُ اَخِیْہِ فَاِنْ رَاٰی بِہٖ اَذًی فَلْیُمِطْہُ عَنْہُ (ترمذی شریف)

ترجمہ:۔ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار حضرت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اگر اس میں سے کوئی تکلیف کی چیز دیکھے تو اُسے دُور کرے۔" اس باب میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ؂

حدیث بالا کی تشریح

اس حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مفہوم و مفاد بھی اخوت اسلامیہ کی تاکید و توثیق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔ جس طرح آئینہ چہرہ عیوب و محاسن دکھاتا ہے، اور انسان اپنے چہرہ کے عیوب کی اصلاح کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمان کو چاہیئے کہ اگر اپنے مسلمان بھائی میں کوئی عیب دیکھے، تو اس کو ذلیل و رسوا نہ کرے بلکہ اسکی اصلاح کرنے کی کوشش کرے۔ اُسکو اس عیب سے متنبہ کرے۔ درحقیقت دوست وہی ہے جو اپنے دوست کے عیوب کی اصلاح کرتا ہے۔ اس کے عیوب سے درگزر کرنا اور آنکھیں بند کرنا جیسا کہ آج کل کہا جاتا ہے۔ کہ میاں! دوست کی دوستی سے مطلب ہے۔ اس کے عیوب سے کیا غرض

یہ ذہنیت وہی ہے کہ جس نے قوم میں گناہ اور بدکاری کے راستہ کھولے ہیں، اور اخوۃ اسلامی کے رشتہ کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اگر ہم اپنے فرائض کو پہچانیں اور دوستی کا حق ادا کریں۔ تو ہمارے انفرادی و قومی امراض کا توڑ ہو جائیں گے۔ اور اپنا کھویا ہوا عزت و وقار حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر اب تو ایسے نیک دل مسلمان کہاں ملیں گے؟۔ ۔

۹- باب ماجاء فی الحسد

ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ رکھنے کے بیان میں

"عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ، قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا ولا یحل للمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث۔"

(ترمذی شریف، ج ۲، ص ۱۵)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ آپس میں ترک تعلق نہ کرو، اور ایک دوسرے سے نہ بھاگو، اور نہ آپس میں بغض و حسد رکھو۔ بلکہ سب کے سب آپس میں اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور مسلمانوں کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔ یعنی تین دن سے زیادہ

سلام و کلام ترک کر دے۔" ؎

١٠- باب ماجاء في الخيانة والغش

خیانت اور فریب کے بیان میں

" عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ : قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملعون من ضر مومنا او مکر بہ۔" ھذا حدیث غریب
(ترمذی شریف، ج ٢- صـ ١٦)

ترجمہ :- " حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں : کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : وہ شخص ملعون ہے جس نے کسی مومن کو نقصان وضرر پہنچایا اور اس کے ساتھ مکر و فریب کیا۔"

١١- باب ماجاء في الحق الجوار

شریعت میں پڑوسی کا حق !

" عن مجاهد رضی اللہ عنہ ان عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ ذبحت له شاة فی اهله فلما جاء قال اهديتم لجارنا اليهودی اهديتم لجارنا اليهودی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مازال جبرئیل ؑ یوصینی

بالجارِ حتیٰ ظننت انہٗ یُورِثُہ ..... اِلیٰ آخر الحدیث"۔

ترجمہ:۔ "حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے انکے گھر میں بکری ذبح کی گئی جب حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ تشریف لائے تو فرمایا کہ تم لوگوں نے ہمارے پڑوسی یہودی کو اسکا گوشت ہدیہ بھیجا ہے! کیا تم نے ہمارے پڑوسی یہودی کو ہدیہ بھیجا ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے: "مجھے خدا کی طرف سے جبرئیل امینؑ متواتر پڑوسی کے متعلق ہمدردی و بھلائی کی نصیحت اور تاکید کرتے رہے۔ یہانتک کہ مجھے گمان ہوگیا کہ اب وہ اسکو وارث بنادیں گے۔ یعنی جبرئیلؑ مجھے برابر اس بات کی نصیحت کی کہ اپنی اُمت کو پڑوسی کیساتھ احسان و سلوک کرنیکی ہدایت کیجئے۔" سُبحان اللہ! یہ عملی تعلیم ہندو مسلم سکھ اتحاد جسکو آجکل کے لیڈر بڑے طمطراق سے کہتے ہیں۔ اسکی طرف سب سے پہلے ہمارے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو متوجہ کیا۔

فالحمد للہ ربّ العالمین۔ یہ چند حدیثیں بطور تبرک ہم نے اس مقام پر پیش کیں۔ تفصیل کیساتھ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں آئندہ ملاحظہ فرماویں انشاء اللہ

وَصَلَّی اللہُ علیٰ خیرِ خلقہٖ سیّدنا محمّدٍ وَّعلیٰ آلہٖ
وَاَصحابہٖ اجمعِین

فضائل درود شریف

ہم اس مبارک وقت کا خیال کرتے ہوئے چند احادیثِ مبارکہ فضائل درود کے بیان میں اس جگہ پیش کرتے ہیں۔ تاکہ آپ حضرات پورے شوق و ذوق سے اپنے شافع روزِ محشر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود خوانی فرمائیں گے۔

حدیث نمبر ا :۔

عَن ابی الدرداءؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہِ وَسلّم اکثِرُوا مِنَ الصَّلوٰۃ علیَّ یَومَ الجمعۃ فانہٗ یَومٌ مَشهودٌ تَشهَدُہ الملائکۃُ فَاِنّ اَحدًا لن یُصلّیَ علیَّ اِلّا عُرِضَت علیَّ صلوٰتہ حتّٰی یفرُغَ مِنھا قَالَ قلتُ وبعدَ الموتِ قَالَ اِنّ اللّٰہ حَرَّمَ علی الاَرضِ اَن تاکُلَ اجساد الانبیآء علیھم الصَّلوٰۃُ والسلامُ " رواہ ابن ماجہ وزاد السخاوی فی آخر الحدیث فنبیُّ اللّٰہ حیٌّ یرزق ...الخ

حدیثِ مبارک کا ترجمہ :۔

"حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارکہ نقل کرتے ہیں کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو، اس لیے کہ یہ ایسا مبارک دن

ہے کہ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور جب کوئی شخص مجھ پر
درود بھیجتا ہے، تو وہ درود اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش
کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
"آپؐ کے انتقال کے بعد بھی"؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہاں! انتقال کے بعد بھی، اللہ جل شانہٗ
نے زمین پر یہ بات حرام کردی ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
کے بدنوں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبیؑ زندہ ہوتا ہے، اسے رزق
دیا جاتا ہے۔"

اس حدیثِ مبارک سے ثابت ہوا کہ درود شریف روح مبارک
اور بدن اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دونوں پر پیش کیا
جاتا ہے۔ اچھی طرح سمجھ لیجئے۔

حدیث نمبر ۲:۔

بخاری شریف میں یہ حدیث ہے کہ جو شخص اذان سنے اور
یہ دعاء پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ
اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ
نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔" اُس کے لئے میری شفاعت اُتر جاتی ہے
یعنی فوراً لازم ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۳:۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت

کے دن میرے ساتھ سب آدمیوں سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہو۔" (ترمذی شریف)

حدیث نمبر ۴ :-

عَنِ ابنِ مسعودؓ عَنِ النبیّ صلی اللہ علیہِ وسلّم قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ" (رواہ النسائی وغیرہ)

"کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت ہے: کہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ جلَّ شانہٗ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں، جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور میری اُمت کی طرف سے مجھے سلام پہونچاتے ہیں۔" (ترمذی شریف)

حدیث نمبر ۵ :-

اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ جلَّ شانہٗ کے کچھ فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں جو میری اُمت کا درود مجھ تک پہونچاتے رہتے ہیں۔"

ترغیب میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھتے رہو۔ بے شک تمہارا درود میرے پاس پہونچتا رہتا ہے۔

سلِّموا یا قوم بل صلّوا علی الصدر الامین
مصطفیٰ ماجاءَ اِلّا رحمۃً للعٰلمین

ان احادیث مبارکہ سے آپ کو مسئلہ حیات النبیؐ بھی اچھی طرح سمجھ میں آئے گا۔

حدیث نمبر ۶ :-

اسی طرح حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ حضرت جبرئیل امینؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ آپؐ سے رب کا ارشاد ہے کہ آپؐ پر جو شخص درود بھیجے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کرونگا۔ اور جو سلام بھیجے گا میں اس پر دس سلام بھیجوں گا۔ اسکی روایت نسائی اور دارمی نے کی ہے"

اور جامع ترمذی میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل وخوار ہو جسکے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور مجھ پر درود نہ بھیجے"۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لیتے وقت آپؐ پر درود بھیجا کریں تاکہ بدنصیبوں میں نہ داخل نہ ہو۔

نوٹ :-

خاکسار نے اس سے پہلے فضائلِ درود پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ لہٰذا یہاں پر نہایت اختصار سے کام لے کر شائقین حضرات میری کتاب کا مطالعہ فرما کر اپنی علمی پیاس بجھا سکتے ہیں۔

آنحضورؐ کی ظاہری وفات شریف کے بیان میں

حضرت امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک طویل حدیث میں ہے:- کہ "حضرت عزرائیلؑ (ملک الموت) نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) حق تعالیٰ جل شانہٗ نے مجھ کو بھیجا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں، تو آپؐ کی رُوحِ مقدسؐ قبض کروں، اور اگر آپؐ فرمائیں تو چھوڑ دوں۔ اور مجھ کو یہ بھی حکم ہے کہ آپؐ کے حکم کی تعمیل اور اطاعت کروں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ جبرئیلؑ نے کہا: کہ اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ و[آلہ وسل]م اللہ تعالیٰ آپؐ کے لقا کا مشتاق ہے۔ تو آپؐ نے یہ سُنکر ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دی۔"

حضرت امام بیہقیؒ نے: "اِنَّ اللّٰہَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ" کی تفسیر میں کہا: "مَعْنَاہُ قَدْ اَرَادَ لِقَائَکَ بِاَنْ یَرُدَّکَ مِنْ دُنْیَاکَ اِلٰی مَعَادِکَ زِیَادَۃً قُرْبِکَ وَکَرَامَتِکَ۔"

اس سے بھی آخرت کے سفر کا ملہ راجح ہونا ظاہر ہے کہ وہ مُرتب ہے اشتیاق خداوندی پر جیسا کہ شانِ الٰہی کے لائق ہے پس جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سفرِ آخرت کو پسند

فرمایا۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اسی کو پسند فرمایا۔ (کلہ من المواھب والمشکوٰۃ۔)

غرض، روایت سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات ظاہری مزید قرب الٰہی حاصل کرنے کی غرض تھی، جس سے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ظاہر اور ثابت ہے۔ اور حدیث: "فنبیُّ اللہِ حیٌّ" پر غور کیجیئے، تو اور بھی اچھی طرح واضح ہوگا کہ آپؐ کی برزخی حیات مبارکہ دنیوی حیاتِ طیبہ سے کچھ کم نہیں ہے، بلکہ دنیوی حیات مبارکہ سے بہت اعلیٰ و اشرف ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہِ وآلہٖ وسلم

اسی طرح طبرانیؒ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ جب سورۃ: "اِذا جاءَ نصرُ اللہ ...." نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: "کہ مجھ کو میری موت کی خبر اشارۃً سنائی گئی ہے۔" تو جبرئیلؑ نے جواب دیا:

" وَلَلآخرۃُ خیرٌ لکَ مِنَ الاولیٰ۔ "

یعنی: " آخرت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیئے دنیا سے زیادہ بہتر اور نافع ہے۔"

یعنی: اس میں اشارہ ہے کہ ملاء اعلیٰ کا سفر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے زیادہ نافع ہے کہ اس میں قرب الٰہی بلا حجاب

ہے۔ اور سرور اتم ہے۔ اپنے مقام کی نعمتوں کے اشارہ کا۔ یعنی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری وفات بھی معنوی حیاتِ مبارکہ کی طرف ایک بہترین سفر ہے جس سے مزید ترقی حاصل ہوگی۔ اور یہی حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معنی و مطلب ہے۔

باب الشفاعۃ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اپنے گنہگار امتیوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہ ہمارا جزو ایمان و اعتقاد ہے (اس جلد میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ تفصیل آئندہ آئیگی انشاء اللہ)

چنانچہ مسند امام اعظم رضی اللہ عنہ سے ہم صرف درج ذیل حدیث مبارک پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

" ابو حنیفۃ عن یزید بن صهیب، عن جابرؓ بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یخرج اللہ من النار من اهل الایمان بشفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال یزید فقلت ان

اللہ تعالیٰ یقول وماھم بخارجین منہا قال اقرأ ماقبلہا الا ان الذین کفروا انما ھی فی الکفار الیٰ اٰخر الحدیث۔"

ترجمہ:۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ حضرت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے صدقے مومنین گنہگاروں کو دوزخ سے نجات دے گا (انکے شاگرد مزید کہتے ہیں) کہ میں نے کہا کہ، ۔اللہ تعالیٰ تو یوں فرماتا ہے: "وماھم بخارجین منہا) کہ وہ (اہل دوزخ) وہاں سے نکالے جانے والے نہیں تو۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا، ذرا اس سے ماقبل تو پڑھو، یہ تو کفار کے حق میں ہے۔ (اس کے برخلاف مسلمان گنہگاروں کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ضرور قبول ہوگی۔"

اظہارِ تشکر!

آخر میں عزیز القدر جناب الحاج مولٰنا شوکت حسین صاحب کیننگ استاذِ حنفیہ عربی کالج و مدیرِ معاون ماہ نامہ الاعتقاد کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے رسالہ ہٰذا کا نسخہ قدیم فراہم کرکے اسکی اشاعتِ جدید کی جانب ترغیب دی اور ساتھ ہی پروف ریڈنگ اور ترتیب نو میں خاکسار کا ہاتھ بٹایا۔ اللّٰھم بارک فی علمہٖ وعمرہٖ

بخاری عفی عنہ